خبر نامہ

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام
ہندی اکادمی، دہلی کے تعاون سے منڈاؤلی، دہلی میں
کل ہند قومی یکجہتی مشاعرہ و کوی سمّیلن کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام کل ہند قومی یکجہتی مشاعرہ و کوی سمیلن کا انعقاد ہندی اکادمی، دہلی کے تعاون سے سموداۓ بھون، منڈاؤلی، دہلی میں کیا گیا، جس کی صدارت پدم شری گوپال داس نیرج نے کی۔ پروگرام کی ابتدائی نظامت اطہر سعید اور مشاعرے کی نظامت معروف نوجوان شاعر معین شاداب نے کی۔ اس کل ہند قومی یکجہتی مشاعرہ و کوی سمیلن میں ڈاکٹر کنور بے چین، افضل منگلوری، خورشید حیدر، عزم شاکری، فاخر ادیب، پاپولر میرٹھی، گجیند ر پریانشو، راجیو راج، نکہت امروہوی اور انجو جین نے اپنا کلام پیش کیا۔ اس موقع پر دہلی کے نائب وزیر اعلیٰ، تمام شعرا، صدر مشاعرہ پدم شری گوپال داس نیرج، اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول اور اردو اکادمی، دہلی کے سکریٹری ایس ایم علی نے شمع روشن کر کے مشاعرے کا آغاز کیا۔ نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا نے مشاعرے کے صدر گوپال داس نیرج کو شال اڑھا کر ان کا استقبال کیا اور تمام شعرا کو گلدستے پیش کر کے ان کا خیر مقدم کیا۔ اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا کو گلدستہ پیش کر کے ان کا استقبال کیا۔

دہلی کے نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے اپنی گفتگو میں کہا کہ میں تمام شعرا کا قومی یکجہتی مشاعرے میں استقبال کرتا ہوں۔ اس مشاعرے کا مقصد قوم کو اکٹھا کرنا اور ملک کو مستحکم کرنا ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گوپال داس نیرج نے میری دعوت کو قبول کر کے ہم پر احسان کیا۔ حالاں کہ آپ کی طبیعت اور صحت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ مشاعرے اور ادبی سرگرمیاں دلوں سے نفرت و کدورت کو دور کرتی ہیں۔ فن وثقافت سے استفادہ کر کے ہمیں اپنے سماج اور معاشرے کی بہتری کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔ صدر مشاعرہ پدم شری گوپال داس نیرج نے کہا کہ یہ خوشی کا موقع ہے کہ قومی یکجہتی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا ہے۔ ہندو مسلمان دونوں اس ملک کی دو آنکھیں ہیں۔ اس موقع پر انھوں نے اپنے قیمتی اشعار سے بھی سامعین کو نوازا۔ استقبالیہ کلمات میں پروفیسر شہپر رسول نے سامعین اور تمام شعرا کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہ طے کرنا چاہیے کہ ہم زندگی میں کسی کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دہلی حکومت اردو کے فروغ کے لیے مسلسل کوشاں ہے۔ حکومت کی کوششوں کو سراہنا چاہیے۔ حکومت کے عملی اقدام ہی کی وجہ سے یہ ممکن ہوسکا ہے کہ ہم دہلی کے مختلف مقامات پر مشاعرے، کوی سمیلن اور دیگر پروگراموں کا انعقاد کر رہے ہیں۔ نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا کا ہم اس مشاعرے میں پر جوش استقبال کرتے ہیں۔ انہیں ہم جب بھی یاد کرتے ہیں، اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود وہ زیادہ تر پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اردو اکادمی اور اس کے عہدے داران و ذمہ داران کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ ہمیں ہمت بھی ملتی ہے اور کام کرنے کا جذبہ بھی۔ منڈاؤلی کے اس قومی یکجہتی مشاعرے و کوی سمیلن کے انعقاد سے سماج اور معاشرے میں ایک مثبت پیغام جائے گا اور اس سے اپنے ہندوستانی کلچر اور تہذیب سے انسلاک بھی پیدا ہوگا۔ اس میدان میں سامعین کی تعداد دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ دہلی کے تمام علاقوں میں اردو اکادمی کی آواز پر یہاں کے باشندے لبیک کہتے ہیں اور پروگراموں میں شرکت کر کے پروگرام اور مشاعرے کو کامیاب بناتے ہیں۔ اس موقع پر اردو اکادمی، دہلی کے سکریٹری ایس ایم علی نے کہا کہ نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا، قومی یکجہتی مشاعرے و کوی سمیلن کے صدر محترم، تمام شعرا، مہمانان کرام اور سامعین کا تہہ دل سے شکریہ کہ آپ سب نے مشاعرے میں شرکت کر کے ہماری عزت افزائی کی۔ اردو اکادمی، دہلی ایک متحرک اور فعال ادارہ ہے، جہاں سے ہمیشہ محبت اور مؤدت کا پیغام دینے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ معاشرے میں پھیلی بے چینی اور دباؤ کو کم کیا جاسکے۔ ہم اپنے مشن کے تحت دہلی کے تمام علاقوں میں اردو پروگرام اور مشاعروں کا انعقاد کر رہے ہیں تاکہ اردو سے اور اردو کی شیرینی اور نزاکت سے عوام کو جوڑا جاسکے۔ اردو اکادمی، دہلی کا مقصد ہی ہے کہ اردو کو فروغ دیا جائے اور بلاتفریق مذہب وملت اسے گھر گھر پہنچایا جائے۔ اردو اکادمی، دہلی اپنے مقاصد میں کامیاب ہے اور آئندہ بھی کامیاب رہے گی۔

اردو اکادمی کے زیر اہتمام
''نئے پرانے چراغ'' کا افتتاح

۲۶/اپریل، ۲۰۱۸ء

اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے دہلی کے بزرگ اور جواں عمر قلمکاروں کا پانچ روزہ ادبی اجتماع نئے پرانے چراغ کا افتتاحی اجلاس، قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم، اردو اکادمی، دہلی میں منعقد ہوا۔ اپنے استقبالیہ خطاب میں اردو اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے کہا کہ نئے پرانے چراغ کا سلسلہ مسلسل بائیس سال سے جاری ہے، نئے پرانے چراغ ضرورت کے مطابق پانچ روزہ ہوگیا ہے اور ادبا وشعرا کی کثرت کی وجہ سے یہ پروگرام اب پانچ دنوں تک ہوگا۔ اس بار چار سو سے زائد نئے پرانے ادبا وشعرا شریک ہوں گے اور اپنی تخلیقات پیش کریں گے۔ اردو اکادمی کو اب بھی محسوس ہو رہا ہے کہ دہلی کے تمام شعرا و ادبا کا احاطہ نہیں ہوسکا ہے۔ انھوں نے اس موقع پر مدعو مہمانوں اور سامعین کا استقبال کیا۔

مہمان خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر شمیم حنفی، پروفیسر ایمرٹس، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے کہا کہ نئے پرانے چراغ کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری زبان میں جو الفاظ علامت، استعارہ اور تشبیہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ان میں ایک لفظ چراغ بھی ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر کے دوران حالیہ دنوں میں انتقال کرنے والے اردو و ہندی کے ادبا وشعرا کو یاد بھی کیا اور کہا کہ پرانے چراغ اٹھتے جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے چراغ آتے جاتے ہیں۔ فلسفے اور سماجی علوم پر لکھنے والے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اردو میں بھی پبلشنگ کا کام غیر منافع بخش نہیں ہے۔ میری خواہش ہے کہ اردو اکادمی، دہلی سے پبلشنگ کا کام بھی اعلیٰ درجے کا ہوتا رہے۔ ہمیں اپنے بچوں کو اردو پڑھانا چاہیے اور دوسروں سے شکوے سے زیادہ بہتر ہے کہ ہم اپنی ذمہ

داری ادا کریں۔ نئی نسل میں تعصّبات نہیں ہیں۔

پروفیسر وہاج الدین علوی، ڈین فیکلٹی آف ہیومنیٹیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی نے مہمان اعزازی کی حیثیت سے شرکت کی اور کہا کہ جب پرانے چراغ سے نئے چراغ روشن ہوں گے تو ظاہر ہے کہ پرانے چراغ کے اوصاف ہی نئے چراغ میں ہوں گے۔ تخلیقیت غائب ہورہی ہے۔ زبان لکھنا سیکھیے ادب لکھیے، جو بے ادبیاں اس زمانے میں ہورہی ہیں اس سے احتراز کریں۔ نئے پرانے چراغ پروگرام نئے لوگوں کی تربیت کے لیے ہوتا ہے اور اس میں پرانے چراغ آپ کو تربیت دینے کے لیے ہوتے ہیں۔

اپنی صدارتی تقریر میں پروفیسر الطاف احمد اعظمی، سابق وائس چیئرمین اردو اکادمی، دہلی نے کہا کہ مجھے نئے پرانے چراغ سب سے زیادہ پسند ہے، ہوائے تند اور شب تاریک چراغ کی سب سے بڑی دشمن ہوتی ہے۔ جب ہم نئے پرانے چراغ کا ذکر کرتے ہیں تو دو اذہان، دو عہد، دو عمر کی بات کرتے ہیں۔ شعر و ادب کی دنیا میں جو چراغ ماضی میں روشن ہوئے، جن سے ادب کا فروغ ہوا، انہی کی طرح نئی نسل کو بھی کوشش کرنی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ سائنسی موضوعات اور دیگر علوم کو بھی اس پروگرام میں شامل کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ میں اس نسل سے بھی پر امید ہوں، نئی نسل میں بھی چند ایسے چراغ ہیں، جن کی تابنا کی سے میں مطمئن ہوں۔ اس افتتاحی اجلاس کی نظامت خان محمد رضوان نے کی۔

اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول اور اردو اکادمی، دہلی کے اسسٹنٹ سکریٹری مستحسن احمد نے مہمانوں کی خدمت میں گلدستے پیش کئے۔ خیال رہے کہ اس افتتاحی اجلاس کے بعد نئے پرانے چراغ کا پہلا مشاعرہ منعقد ہوا، جس کی صدارت معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر جی آر کنول اور نظامت معروف ناظمِ مشاعرہ معین شاداب نے کی۔ اس مشاعرے میں دہلی کے تقریباً ۵۵ شعرا نے شرکت کی اور اپنا کلام پیش کیا۔

۲۷/اپریل، **دوسرا دن**

اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے دہلی کے بزرگ اور جواں عمر قلمکاروں کے پانچ روزہ ادبی اجتماع نئے پرانے چراغ کا سلسلہ قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم، اردو اکادمی، دہلی میں جاری ہے۔ پانچ روزہ نئے پرانے چراغ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی کے ڈائرکٹر ڈاکٹر سید رضا حیدر نے کہا کہ میں اردو اکادمی، دہلی کے عہدیداران اور ذمے داران کو مبارک باد دیتا ہوں، یہ نئے پرانے چراغ ہماری تہذیب کا خوبصورت حصہ بن چکا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دہلی کی تہذیبی زندگی کی تاریخ میں اس سمینار کو اولیت حاصل ہوگی۔ اتنے بڑے مجمع کو اکٹھا کرنا اردو اکادمی، دہلی کے علاوہ کسی کے لیے بھی ناممکن سا لگتا ہے، اس سمینار کو بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ اس کے نظم و ضبط کو آپ حضرات بنائے رکھتے ہیں۔ غالب، حالی، عبدالحق اور جوش یہ ہماری شاعری اور دانش وری کے چار ستون ہیں، جن پر آج مقالے پیش کئے گئے۔ غالب کو پوری دنیا میں روشناس کرانے میں حالی کا جو کام ہے وہ بہت ہی اہم ہے، معروف صحافی سہیل انجم نے اپنی صدارتی گفتگو میں کہا کہ جوش نے اردو شاعری کے لیے گراں قدر خدمات پیش کی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اگلے اجلاس میں جوش پر اور مقالات پیش کئے جائیں گے۔ غالب کی شاعری کا کیا ہم اس طرح سے بھی تجزیہ کر سکتے ہیں کہ غالب نے اپنی شاعری میں جو کچھ کہا موجودہ سائنسی عہد سے ہم ان کا تطابق کریں۔ دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں تحقیقی و تنقیدی مقالات پیش کیے گئے، جس میں دہلی یونیورسٹی کی ریسرچ اسکالر شگفتہ پروین نے ''اردو نثر اور مولوی عبدالحق''، عبدالرحمٰن نے ''جوش کی شاعری میں ادبی طبقے کے مسائل''، شاہ نواز حیدر نے ''اردو غزل کا معراج سخن: مرزا غالب''، محمد رضوان خان نے ''مولانا حالی کے روشن افکار مسدس مد و جزر کے تناظر میں''، عذرا سہیل نے ''حالی کی فکر تعلیم میں عورت کا تصور''، عبدالباری قاسمی نے ''مولوی عبدالحق کا نثری اسلوب''، سراج الحق نے ''حالی کی ادبی شخصیت کا ارتقا'' اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ریسرچ اسکالرز علام الدین نے ''بچوں کے حالی'' اور سروری خاتون نے ''حالی کی نظم نگاری'' جب کہ جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالرز حفظ الرحمٰن نے ''مولوی عبدالحق کی نثری خدمات''، نازیہ حسن نے ''خواجہ الطاف حسین حالی'' اور محمد رفیع نے ''غالب کی شاعرانہ عظمت'' کے عنوان سے اپنے مقالات پیش کیے۔

ظہرانے کے بعد کے تخلیقی اجلاس کی صدارت معروف فکشن نگار مشرف عالم ذوقی اور سجاد ظہیر کی صاحبزادی نور ظہیر نے کی۔ اس اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے نور ظہیر نے کہا کہ کہانی اپنی شکل بدلتی رہتی ہے، افسانے میں یہ چلن عام ہے کہ اس میں تغیر کے امکانات بہت ہیں۔ افسانہ صرف سماج کا آئینہ نہیں ہوتا بلکہ وہ سماج کو بھی بدلنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ انھوں نے اس موقع پر نئے افسانہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں افسانے کے کرافٹ، بیانیہ اور حقائق پر توجہ مرکوز کرنے کا مشورہ بھی دیا۔

اپنی صدارتی گفتگو میں مشرف عالم ذوقی نے کہا کہ فکشن کچھ بتانے اور کچھ چھپانے کا نام ہے۔ آج کا زمانہ تنقید کا نہیں ہے، تنقید یا تو محدود کرتی ہے یا ختم کر دیتی ہے۔ اس پروگرام میں عورتوں کی خاصی تعداد ہے اور یہ خوش آئند بات ہے۔ آج نفرتیں پیدا کی جارہی ہیں۔ آج بھی وہی ماحول ہے، جو انیس سو چھتیس میں تھا۔ پریم چند نے کہا تھا اب ہمیں حسن کا معیار بدلنا ہوگا، مگر مجھے آج بھی حسن کے معیار کو بدلنے کی ضرورت محسوس ہورہی ہے۔ اردو آج پھر زندہ ہوگئی ہے، آج مدرسے اردو کے فروغ کے لیے اچھا کام کر رہے ہیں۔ مجھے نئی نسل کے افسانہ نگاروں سے کافی توقعات وابستہ ہیں۔ نئے پرانے چراغ کا سلسلہ بہت اچھا ہے۔ فکشن کا معاملہ بہت مختلف ہے۔ فکشن کسی کے بتانے سے نہیں آتا، زمانہ بدل چکا ہے۔ اب معصوم، ولن بنائے جارہے ہیں اور ولن ہیرو، یہ تضادات کا وقت ہے۔ زمانے کے تضادات سے نوجوان افسانہ نگار پنجہ آزمائی کریں۔ اس تخلیقی اجلاس میں انیس مرزا نے افسانہ ''سراب''، ڈاکٹر ممتاز عالم رضوی نے افسانہ ''وقت''، محمد نظام الدین نے افسانہ ''نشتر''، مسرور فیضی نے افسانہ ''پاکسوا یکٹ''، نوازش مہدی نے افسانہ ''کائنات''، محمد علَم اللہ نے ''کہرے کے پیچھے''، نشاط حسن نے افسانہ ''خون کی مہندی''، فیصل نذیر نے افسانہ ''چار لاشیں''، شمس تبریز قاسمی نے افسانہ ''خلع''، سلمان عبدالصمد نے افسانہ ''بجوکا'' اور ڈاکٹر شعیب رضا خان وارثی نے انشائیہ ''اچھے دنوں کی یاد میں'' پیش کیے۔ نئے پرانے چراغ کے دوسرے روز شام سات بجے مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔

''محفل شعر و سخن'' میں تقریباً ۵۵ شعرا نے شرکت کی۔ جس کی صدارت بزرگ شاعر جناب وقار مانوی اور نظامت جناب پیمبر نقوی نے کی۔

۲۸/اپریل، تیسرا دن

اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے دہلی کے بزرگ اور جواں عمر قلمکاروں کے پانچ روزہ ادبی اجتماع 'نئے پرانے چراغ' کا سلسلہ قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم، اردو اکادمی، دہلی میں جاری ہے۔ پانچ روزہ نئے پرانے چراغ کے تیسرے روز کے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے استاذ پروفیسر معین الدین جینا بڑے نے کہا کہ ہم اپنے سے بہتر نسل پیدا نہیں کر سکے، اس کا ذمہ دار کون ہے، یہ بہت ٹیڑھا سوال ہے اور اس کا کافی وشافی جواب ایک نشست یا ایک سمینار میں ممکن نہیں ہے۔ ہر گروہ اپنے ظاہر وباطن اور کارکردگی کا محاسبہ کرے، اساتذہ کو چاہئے کہ وہ اپنا محاسبہ کریں اور طلبہ اپنا محاسبہ کریں دونوں طرف اخلاص اور دیانت داری ہونی چاہیے، خلوص شرط ہے، نیتوں پر بھی توجہ مرکوز کرنی چاہیے کیا ہم واقعی فرائض منصبی ادا کررہے ہیں یا نہیں۔ ہماری آج کی زندگی اس زندگی کا تسلسل ہے جس نے ہمیں کلاسک دیا ہے۔ اگر میں آج کے نظام نقد سے واقف نہیں ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نظام سے کٹ گئے ہیں۔ سوال زندگی کا اشاریہ ہے، دکن کے سرمائے کی اہمیت کا ادراک ہمیں ہونا چاہیے، ہم اوسط سطح کے بھی لوگ پیدا نہیں کر پارہے ہیں۔ لفظ کیسے استعمال کیا جائے گا آج تک کبھی کسی نے کسی کو نہیں سکھایا نہ سکھا سکتا ہے یہ چیزیں سیکھنی پڑتی ہیں۔ سکھانے والے سیکھنے والوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سیکھنے کا جذبہ نہیں رہا۔ ذات کی تربیت کی انتہائی ضرورت ہے۔ سند اور تعلیم دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کے استاذ ڈاکٹر ابوبکر عباد نے تمام مقالہ نگاروں کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ اس اجلاس میں موضوع پر براہ راست گفتگو ہوئی، تمہید میں وقت ضائع نہیں کیا گیا یہ بڑی بات ہے۔ ریسرچ اسکالرز کا خود کو تمہید سے بچانا خوش آئند ہے۔ کم وقت میں اپنے مطلب کی بات کہہ دینا ایک انسان کی بڑی کامیابی ہوتی ہے اور ہمارے ریسرچ اسکالرز نے کر دکھایا ہے۔ جس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اردو اکادمی، دہلی کا پروگرام نئے پرانے چراغ طلبہ وطالبات میں ترغیب کا بڑا سبب ہے۔ اس تحقیقی وتنقیدی اجلاس کی نظامت ڈاکٹر شبیر عالم نے کی۔ اس اجلاس میں محمد فہام الدین نے ''مولوی عبدالحق کی خاکہ نگاری''، عارف اشتیاق نے ''احتجاج کی بلند آواز جوش ملیح آبادی''، عزہ معین نے ''مولوی عبدالحق کی خاکہ نگاری''، اختر علی نے ''غالب کا غزلیہ کلام: ایک تاثر''، امتیاز علیمی نے ''جوش ملیح آبادی کی شاعری میں مناظر فطرت کی عکاسی''، محمد شہباز رضا نے ''مولوی عبدالحق بحیثیت محقق''، آفتاب احمد نے ''مسدس حالی: ایک تجزیاتی مطالعہ''، محمد معین الدین نے ''مولوی عبدالحق کی تصنیف نصرتی کا جائزہ'' اور مسعود احمد نے ''غالب کی شاعرانہ عظمت'' کے موضوع پر اپنے مقالات پیش کیے۔

تیسرے روز کے دوسرے اجلاس یعنی تخلیقی اجلاس کی صدارت شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کے صدر پروفیسر ابن کنول اور روزگار سماچار کے ایڈیٹر ڈاکٹر ابرار رحمانی نے کی جب کہ ڈاکٹر ابوظہیر ربانی نے نظامت نے کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر ابرار رحمانی نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ اس محفل میں انشایئے اور افسانے دونوں پیش کئے گئے۔ کیا آج کے افسانے دور اول کے معیار کے ہیں اور ان کے مقابل رکھے جا سکتے ہیں۔ آج زعم خودی زیادہ ہے۔ اردو میں افسانے تو خوب لکھے جارہے ہیں، مگر آج کوئی افسانہ یادگار کیوں نہیں بن پا رہا ہے۔ آج کے کردار بھی یادگار نہیں بن پا رہے ہیں۔ بہت ہی کم ایسے افسانے لکھے جارہے ہیں، جو اپنا نقش دیرپا ثابت کر پارہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ سب کو سوالات پر غور کرنا چاہیے۔

دہلی یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو پروفیسر ابن کنول نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ دلی میں دو موقع ایسے آتے ہیں، جب ہمارے طلبا بہت بیقرار ہوتے ہیں اور وہ اردو اکادمی، دہلی کا نئے پرانے چراغ اور غالب انسٹی ٹیوٹ کا ریسرچ اسکالرز سمینار ہے۔ طلبا ان دونوں پروگراموں میں بھرپور دلچسپی لیتے ہیں۔ ایسے موقع پر اردو اکادمی، دہلی فراخ دلی کا ثبوت دیتی ہے۔ واقعی یہ پلیٹ فارم ہمارے ریسرچ اسکالرز کے لیے بہت اہم ہے۔ میں مسلسل اکادمی کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اکادمی کے لوگ بڑے ذمے دار ہیں۔ کہانی کا فن سنانے کا فن ہے، مگر یہ فن ہر کسی کو نہیں آتا۔ سنانے والا اس طرح سنائے کہ سننے والے کی توجہ مرکوز رہے۔ اکیسویں صدی کی نسل بھی کامیاب ہے۔ کل انہی کے نام تاریخ ادب میں درج کیے جائیں گے۔ اکیسویں صدی کی نئی نسل میں بھی افسانوی فن مستحکم ہے۔ تنقید ہوتی ہے اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اس تخلیقی اجلاس میں ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا نے افسانہ سیڑھی، ڈاکٹر ابوبکر عباد نے افسانہ بھیڑیے کی ہار، عذرا نقوی نے انتم سنسکار، ڈاکٹر انعام الحق نے افسانہ عکس، ڈاکٹر قدسیہ نصیر نے افسانہ ٹھاکر صاحب، ڈاکٹر ذاکر فیضی نے افسانہ ٹی او ڈی، محمد عرفان نے انشائیہ اعمال نامہ، چشمہ فاروقی نے افسانہ آئینہ، ڈاکٹر نشاں زیدی نے افسانہ قدرت کا فیصلہ، ڈاکٹر سلطانہ واحدی نے انشائیہ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا، محمد سلیم نے افسانہ قطار در قطار، عقیلہ نے افسانہ روٹی، شاہ جہاں نے افسانہ تحفہ پیش کیا۔ نئے پرانے چراغ کے تمام اجلاس کے آخر میں اردو اکادمی، دہلی کے اسسٹنٹ سکریٹری محمد مستحسن احمد نے تمام مہمانوں، صدور، شرکا اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

شام ۷ بجے ''محفل شعر وسخن'' منعقد کی گئی جس میں تقریباً ۵۵ شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ جس کی صدارت بزرگ شاعر جناب گلزار دہلوی اور نظامت جناب اعجاز انصاری نے کی۔

۲۹/اپریل، چوتھا دن

اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے دہلی کے بزرگ اور جواں عمر قلمکاروں کے پانچ روزہ ادبی اجتماع 'نئے پرانے چراغ' کا سلسلہ قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم، اردو اکادمی، دہلی گیٹ میں جاری ہے۔ پانچ روزہ نئے پرانے چراغ کے چوتھے روز کے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں پروفیسر شہزاد انجم نے کہا کہ نئے پرانے چراغ کا عنوان ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے، یہ عنوان بہت ہی معنی خیز ہے، اکادمی کا یہ بہت بڑا پروگرام ہے۔ ریسرچ اسکالرز کے لیے یہ ایک تربیتی ادارہ ہے، جنھوں نے اس میں مقالات پیش کیے، ان کے لیے یہ حسین موقع ہے، حالی کی شخصیت میں ہمدردی اور انسان دوستی تھی۔ ایک نکتے کو اٹھائیں اور اسے قلزم بنانے کی کوشش کریں۔ کسی ایک موضوع پر بہت زیادہ نکتے شامل نہ کیے جائیں۔ لوگ یہیں سے سیکھ کر جاتے ہیں۔ غلطیاں ہوں گی اور ہونی چاہئیں کہ طالب علمانہ شان ہے غلطی کرکے سیکھنا۔

ڈاکٹر ریاض عمر نے کہا کہ نئے پرانے چراغ کا پانچ روزہ ہونا اردو، اردو ریسرچ اسکالرز اور اردو کے فروغ میں دلچسپی کا عکاس ہے۔ تمام مقالہ نگاروں نے اچھی کوشش کی ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے اکمل الاخبار نے غالب کی

وفات کی خبر دی تھی۔

ماہر اقبالیات پروفیسر عبدالحق نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ شاگردوں کے مقالوں سے مجھے سیکھنے کا موقع ملا۔ دہلی یونیورسٹی کا شعبۂ اردو غالب شناسی اور دہلوی دبستان کے لیے مخصوص تھا۔ تقریباً ایک سو چالیس مقالات دہلی یونیورسٹی میں لکھے جاچکے ہیں۔ غالب پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت لکھنا باقی ہے۔ ریسرچ اسکالرز کو غالب پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ اگر میرے پاس جبریہ قلم ہوتا تو میں کہتا کہ جن ریسرچ اسکالرز کا یہاں مقالہ ہو ان کے نگراں کا یہاں موجود ہونا ناگزیر ہے۔ دہلی میں اساتذہ کی بڑی تعداد ہے، لیکن یہاں اساتذہ بہت کم موجود ہیں، یہ تشویشناک بات ہے۔ اس اجلاس کی نظامت ڈاکٹر جاوید حسن نے کی۔ آخر میں اردو اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے کہا کہ پروفیسر عبدالحق کی تجویز پر کہا کہ عمل کی کوشش کروں گا۔ اردو والوں کو یقیناً اس پر سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہیے۔ اس سیشن میں غالب پر مقالات کم پڑھے گئے، مگر عندلیب گلشن نا آفریدہ پر گفتگو سب سے زیادہ ہوئی۔

چوتھے روز کے تحقیقی وتنقیدی اجلاس میں محمد رضا جاشم نے ''جوش کی شاعری میں تحریک آزادی کا تصور''، تسنیم بانو نے ''مولانا الطاف حسین حالی کی تحریروں میں تانیثیت کے افکار ونظریات''، شمائلہ ملک نے ''مولوی عبدالحق بحیثیت خاکہ نگار''، امتیاز احمد نے ''الطاف حسین حالی: حیات وخدمات''، نورالصباح نے ''حالی کا تصور نسواں''، عائشہ پروین نے ''مکاتیب حالی کے چندروشن پہلو''، محمد وسیم نے ''مولانا الطاف حسین حالی: حیات وخدمات''، جاوید اختر نے ''مرزا غالب اور ان کی شاعری''، محمد اسداللہ نے ''جوش ملیح آبادی: بحیثیت رباعی گو''، محمد اشرف نے ''جوش ملیح آبادی کی شاعری کے مختلف گوشے''، محمد ساجد عالم نے ''جوش کی شاعری میں انسانیت کا تصور''، عائشہ ضیا نے ''حالی: شاعر، سوانح نگار اور ادبی نظریہ ساز''، ام عمارہ نے ''بابائے اردو مولوی عبدالحق: ایک شخص ایک تحریک''، شبنم پروین نے ''خواجہ الطاف حسین حالی: حیات وخدمات''، محمد تفسیر حسین نے ''غالب کی شاعرانہ عظمت کا اولین منضبط ادراک'' کے عناوین پر مقالے پیش کیے۔

چوتھے روز کے دوسرے سیشن یعنی تخلیقی اجلاس کی صدارتی تقریر میں اظہار خیال کرتے ہوئے معروف فکشن رائٹر ڈاکٹر خالد جاوید نے کہا کہ اردو اکادمی، دہلی اور اس کے روح رواں پروفیسر شہپر رسول کو بصمیم قلب مبارک باد دیتا ہوں۔ تخلیق اپنا طریقۂ اظہار خود تلاش کرلیتی ہے۔ تخلیقات کا فوراً تجزیہ نہیں کیا جاسکتا۔ بس تاثر دیا جاسکتا ہے۔ ہم عصر سیاست پر بھی کہانی پیش کی گئی۔ ہمارے عصر کا تقاضا بھی تھا۔ نورین علی حق کا افسانہ آج کا ماحصل ہے۔ علامت اور بیانیہ الگ چیزیں نہیں ہوتیں دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اس افسانے میں داخلی اور خارجی حقیقت کا اظہار ہے۔ میں نورین کے افسانے سے متاثر ہوا ہوں۔

اپنی صدارتی تقریر میں پروفیسر خالد محمود نے کہا کہ یہ سیشن بہت کامیاب رہا۔ کہانیاں سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ان افسانوں کو سن کر احساس ہوا کہ کہانی میں یکسانیت نہیں۔ سب نے بہت اچھے اور منفرد انداز میں کہانی لکھی اور سنائی۔ اس طرح کے پروگراموں میں سنجیدگی کے ساتھ بیٹھنا سودمند ہے۔ ایک دن میں کوئی شخص اتنا مطالعہ نہیں کرسکتا جتنا سمینار میں بیٹھ کر سیکھ سکتا ہے اور مطالعہ کرسکتا ہے۔ اردو اکادمی سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ آئندہ اور زیادہ کام ہوں گے۔ اس تخلیقی اجلاس کی نظامت عبدالرزاق زیادی نے کی۔ اس اجلاس میں طالب رامپوری نے افسانہ میچ فکسر، ایم رحمٰن نے دائرے کی گرفت، ڈاکٹر محمد علیم نے افسانہ ہالٹ، غزالہ قمر اعجاز نے افسانہ ٹیشو پیپر، تبسم فاطمہ نے افسانہ کہیں سے ایک شروعات، ڈاکٹر طاہرہ منظور نے افسانہ شہر خموشاں، نورین علی حق نے بوسیدہ حویلی میں رقص، محمد توصیف خان نے انشائیہ غزل کی غزل، تسنیم کوثر نے افسانہ گردش ایام، ناظمہ جبیں نے افسانہ اپنے ہی حال میں، کلثوم فاطمہ نے افسانہ کلکٹر صاحبہ پیش کیا۔ آخر میں اردو اکادمی کے اسسٹنٹ سکریٹری مستحسن احمد نے سامعین اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ نئے پرانے چراغ کے چوتھے روز شام کو بھی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔

نئے پرانے چراغ کے چوتھے روز شام کو بھی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تقریباً ۵۵ شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ جس کی صدارت بزرگ شاعر رضا امروہوی نے کی اور نظامت کے فرائض جناب شکیل جمالی نے انجام دیے۔

۳۰/اپریل، پانچواں دن

اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے دہلی کے بزرگ اور جواں عمر قلمکاروں کے پانچ روزہ ادبی اجتماع 'نئے پرانے چراغ' کا سلسلہ قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم، اردو اکادمی، دہلی میں اپنی کامیابیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ پانچ روزہ نئے پرانے چراغ کے پانچویں روز کے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں پروفیسر محمد ذاکر نے کہا کہ میں تنقید کو بس دو چیزیں سمجھتا ہوں کہ فن پارہ کیا ہے اور وہ کیوں ہے، غالب فکری طور پر بیدل سے متاثر نہیں ہیں۔ مقالوں میں بت سازی تو تھی بت شکنی کہیں نہیں تھی۔ پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے کہا کہ تحقیقی حوالے سے تو مقالے کسی حد تک موجود تھے، مگر تنقیدی مقالے نہیں تھے۔ میں طلبا سے کہوں گا کہ وہ اپنے موضوع پر توجہ دے کر تنقیدی فکر کی اپج کی کوشش کریں۔ فارسی واردو دونوں زبانوں میں غالب کے یہاں مشکل پسندی پائی جاتی ہے۔ اگر مالہ، وماعلیہ پر گفتگو نہیں ہوگی تو بات کھل کر نہیں آئے گی۔ اس اجلاس کی نظامت ڈاکٹر شاذیہ عمیر نے کی۔

اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ پروگرام اپنے مقصد اور غرض وغایت میں کامیاب ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اردو اکادمی، دہلی اپنے پروگراموں کو پوری دلچسپی کے ساتھ منعقد کرتی ہے۔ مجھے خوشی یہ ہوتی ہے کہ ہمارے سامعین بھی اردو اکادمی، دہلی کے پروگرام کو سنجیدگی سے لیتے ہیں۔ نئے پرانے چراغ اپنی تمام کامیابیوں کے ساتھ آج آخری دن تک پہنچ چکا ہے۔ نئے لوگوں نے بھی اچھا مظاہرہ کیا۔ اس اجلاس میں شاداب شمیم نے مکاتیب حالی: ایک مطالعہ، علم اللہ نے مرزا غالب کی استفہامی شاعری، شہباز عالم نے جوش ملیح آبادی کی شاعری اوران کا منفرد انداز بیان، امیر حمزہ نے قواعد اردو کے چند ابتدائی صفحات کا مطالعہ، محمد حنبل رضا نے مولوی عبدالحق کی مقدمہ نگاری، محمد مصطفی نے جوش ملیح آبادی کی نظم نگاری، ڈاکٹر فرحت کمال نے غالب کی شاعری میں خدا کا تصور، تجمل حسین نے خواجہ الطاف حسین حالی کی نظم نگاری کا تجزیاتی مطالعہ، شہاب اللہ نے اردو ادب میں حالی کا مقام، غزالہ فاطمہ نے حالی کی تخلیقات میں تانیثی افکار، عمرانہ رفعت نے مولوی عبدالحق کی نثری خدمات، محمد شعیب نے خواجہ الطاف حسین حالی: حیات وخدمات، ثناء اللہ نے بچوں کے حالی، آصف مبین نے جوش ملیح آبادی کی شاعری، جاوید اختر نے

مرزا غالب اوران کی شاعری کے موضوع پر مقالات پیش کیے۔

نئے پرانے چراغ کے پانچویں اور آخری دن کے دوسرے سیشن یعنی تخلیقی اجلاس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے معصوم مرادآبادی نے کہا کہ کسی صحافی سے کہانیوں پر تاثر دینے کے لیے کہیں گے تو اس کے لیے مشکل مرحلہ ہوگا، جب تک آپ دوسروں کو نہیں سنیں گے آپ اپنا احتساب نہیں کرسکیں گے۔ جو لوگ اپنی تکمیل کا اعلان کرتے ہیں دراصل وہ خود کے خاتمے کا اعلان کرتے ہیں۔ تخلیق بہت بڑا لفظ ہے، جسے استعمال کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ افسانہ اور فکشن نگاری بہت بڑا کام ہے۔ اگر آپ صحیح زبان لکھنے پر قادر نہیں ہیں تو آپ تخلیق کار نہیں بن سکتے، زبان کے استعمال پر نئے لوگوں کو توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

پروفیسر خالد محمود نے کہا کہ میں کل سے یہاں کہانیاں سن رہا ہوں اور میں خوش ہوں، ان افسانہ نگاروں سے پرامید ہوں۔ یہ کہانیاں حوصلہ افزا ہیں۔ کئی کہانیاں بہت مستحکم ہیں۔ ہماری خواتین بھی بہت اچھی کہانیاں لکھ رہی ہیں اور ان کی کہانیاں ان کے مطالعے کو بھی بیان کرنے والی ہیں۔ کہانی کا اختتام کہاں اور کیسے ہو یہ مشکل کام تو ہے، مگر اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ دہلی میں ایسے ایسے ہیرے ہیں، جن کو سن کر اور پڑھ کر کہانیوں کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔ اس اجلاس کی نظامت ڈاکٹر ثاقب عمران نے کی۔

آخری روز کے تخلیقی اجلاس میں ڈاکٹر رخشندہ روحی نے افسانہ ہم سخن تیری خاموشی ہے ابھی، پروفیسر جی آر سید نے افسانہ منڈاوالی، انور نزہت نے افسانہ امی چلی گئیں، ڈاکٹر نگار عظیم نے افسانہ سودائی، ڈاکٹر شمع افروز زیدی نے افسانہ طلسماتی شعلہ، ترنم جہاں شبنم نے افسانہ کوئے یار میں، ڈاکٹر انوارالحق نے بے حسی کا احساس، مینا خان نے افسانہ فیصلہ، ڈاکٹر سفینہ نے اگلے جنم موہے بٹیا نہ کیجیو، شمیم اختر نے شمسن خالہ، نجم انعم نے منزل عشق، یوسف رضا نے افسانہ خاموش سمندر، محسن شمسی نے افسانہ دعا کا خاتمہ پیش کیا۔

نئے پرانے چراغ کے آخری اور پانچویں روز کی شام کو منعقد کیا گیا ہے۔

نئے پرانے چراغ کے پانچویں روز شام کو محفل شعروسخن کی گئی جس میں تقریباً ۵۵ شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ جس کی صدارت سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ پروفیسر خالد محمود نے کی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر رحمن مصور نے انجام دیے۔

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام

جلسہ تقسیم انعامات ۲۰۱۷ء کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام جلسہ تقسیم انعامات ۲۰۱۷ء برائے اردو ٹاپرز یونیورسٹیز، بورڈز، اردو سرٹیفکیٹ کورس، اردو کمپیوٹر کورس اور اردو کتابت کورس کا انعقاد قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم میں کیا گیا، جس کا آغاز معروف داستان گو محترمہ فوزیہ کی داستان ''گاندھی نامہ'' سے ہوا۔ اس داستان میں فوزیہ کے ہمراہ فیروز خان نے بھی داستان پیش کی۔ اس موقع پر اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے اپنے استقبالیہ کلمات میں کہا کہ جو اردو کے طلبا وطالبات پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کرتے ہیں انھیں اکادمی انعامات سے نوازتی ہے۔ اکادمی ہمیشہ اس طرح کے پروگرام کرتی رہتی ہے۔ اس اعزاز کا مقصد اردو کے فروغ کو یقینی بنانا ہے۔ میں اپنے تمام مہمانوں، سامعین اور طلبا وطالبات کا استقبال کرتا ہوں۔ اردو اکادمی، دہلی اردو کے فروغ کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے پر یقین رکھتی ہے اور اکادمی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتی ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق صدر شعبۂ اردو پروفیسر خالد محمود نے کہا کہ انعامات حاصل کرنے والے تمام طلبا وطالبات اور ان کے والدین کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آج اس ہال میں انعام حاصل کرنے والے طلبا وطالبات کے والدین کو دیکھ کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے۔ اکادمی تعریف وتحسین کی مستحق ہے کہ طلبا وطالبات کو نوازنے کے لئے پروگرام کا انعقاد کیا۔ میں اکادمی اور وائس چیئرمین کو بھی مبارک دیتا ہوں۔ اردو طلبا وطالبات کے والدین کو اپنے بچوں کے تمام پروگراموں میں شرکت کرنی چاہئے، تاکہ ان کے بچوں کی حوصلہ افزائی ہو۔

اس موقع پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق وائس چانسلر سید شاہد مہدی نے کہا کہ میں تمام انعام یافتگان اور ان کے والدین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تقریب اکادمی کی دیگر کئی تقاریب سے زیادہ اہم ہے۔ اس تقریب سے اردو کا مستقبل وابستہ ہے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں میں موجود اردو اکادمیوں میں سب سے اہم، متحرک اور فعال اردو اکادمی، دہلی ہے۔ اس کے رسائل، کتابیں اور پروگرام سب اہم ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ اکادمی اردو کی آئندہ نسلوں کی حوصلہ افزائی کررہی ہے۔ اردو کا مستقبل آپ سے وابستہ ہے۔ سوشل میڈیا کے اس عہد میں اکادمی آپ کو گونگا بننے سے روک رہی ہے۔ اکادمی کے ذریعہ اردو کا فروغ ہورہا ہے۔ دہلی اردو کا گھر ہے، اردو یہاں زندہ ہے، آپ کو تین زبانیں سیکھنا ناگزیر ہے، اردو، ہندی اور انگریزی۔ مجھے یہ دیکھ کر بھی خوشی ہوئی کہ اردو اکادمی خطاطوں کی بھی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ آج کی تاریخ میں خطاطی کو فروغ دینا اور بھی ضروری ہوگیا ہے چوں کہ کمپیوٹر کا زمانہ کافی آگے نکل چکا ہے، اس لحاظ سے اس فن کو باقی رکھنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا خوش آئند قدم ہے۔ میں اکادمی سے درخواست کروں گا کہ اس فنڈ میں اس مقصد کے لیے مختص رقم میں اضافہ کیا جائے۔ میں جانتا ہوں نائب وزیراعلیٰ بڑے مہذب اور باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ ان سے بات کرکے اس طرح کے پروگراموں کے بجٹ میں اضافہ کرایا جائے۔ آپ سب کے لیے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہندوستان کی دیگر اکادمیوں کو بھی اردو اکادمی، دہلی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

اکادمی کی تعلیمی سب کمیٹی کے کنوینر فریدالحق وارثی نے اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ شاہد مہدی کی تجویز بہت اچھی ہے۔ ہم سب اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب ہم بچے تھے تو انعام کی رقم تھی ہی نہیں، تب سے اب تک بہت کچھ بدل گیا ہے، مگر اس میں مزید اضافے کی ضرورت ہے۔ اکادمی خطاطی بھی سکھاتی ہے اور طلبا وطالبات کو سرٹیفکیٹ بھی دیتی ہے۔ آپ سب لوگوں کا بہت بہت شکریہ کہ آپ سب نے پروگرام میں شرکت کی۔ مجھے امید ہے کہ اس اہم امر کے لیے مختص رقم میں آئندہ سال سے خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اس جلسہ تقسیم انعامات کی نظامت ریشماں فاروقی نے کی۔ اس موقع پر اردو اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے تمام مہمانوں کا گلدستوں سے استقبال کیا۔

اس جلسہ میں تقریباً ۷۰ طلبا و طالبات کو مجموعی طور پر ۱۳۲،۹۵۰ روپے نقد، سرٹیفکیٹ اور اکادمی کا نشان پیش کیا گیا۔

◆◆◆